

Journal of Religion & Society (JR&S)

Available Online:

<https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index>

Print ISSN: 3006-1296 Online ISSN: 3006-130X

Platform & Workflow by: [Open Journal Systems](#)<https://doi.org/10.5281/zenodo.17150393>**Global Unity of the Muslim Ummah, Challenges and Solutions**

عالمی سطح پر مسلم امہ کی وحدت: رکاوٹیں اور ممکنہ حل

Aftab Khatoon

Lecturer, Islamic History, Govt Girls College Gambat, PhD Scholar Shah Latif University, Khairpur

Email: [sayedaftabkhatoon30@gmail.com](mailto:sayedtaftabkhatoon30@gmail.com)**Dr. Zain-ul-Abdin**

Associate Professor, Institute of Islamic Studies, Shah Abdul Latif University Khairpur.

Email: zain.arjo@salu.edu.pk**Hafeeza Bano Arain**

PhD Scholar, Shah Latif University, Khairpur

Email: missbano709@gmail.com**Abstract**

This paper addresses the unconstructive discourse that obliterates unity among the Muslim nations as well as offers practical solutions on the matter. The study identifies three primary obstacles: socio-economic cooperation deficits, politically charged relationships among Muslim states, and intra-religious conflicts. The sophisticated struggle toward real unity is further complicated by outside meddling, as well as competing national priorities. The analysis develops a roadmap to address these problems through institutional reforms by proposing a need to waken the OIC and other similar institutions in the Muslim world to enhance their conflict resolution capacities. It appreciates the power that Islamic financing and trading agreements for trade facilitate economic cooperation through Islamic integration. The paper also calls for greater inter- and intra-national educational and cultural initiatives aimed at narrowing the gaps created by sectarian reasoning while embracing different theological outlooks. Suggested actions also include the establishment of joint crisis management teams, launching Islamic networks for media, and formulating standard textbooks that teach shared teachings of Islam to Muslims all over the world. The study explains that unity can be attained by coordinated top-down restructuring of institutions, alongside grassroots revolution from the society led by the young, to connect the Muslim world digitally.

Keywords: Muslim Unity, Islamic Cooperation, Political Integration, Economic Solidarity, Cultural Harmony.

تعارف (Introduction)

پس منظر:

مسلم امہ کی تعریف کے حوالے سے علامہ محمد اقبال نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف "تشکیل جدید الہیات اسلامیہ" میں واضح کیا ہے کہ "امت مسلمہ محض ایک مذہبی جماعت نہیں، بلکہ ایک تہذیبی و تمدنی اکائی ہے جس کی بنیاد توحید کے تصور پر استوار ہوئی ہے"۔¹ قرآن کریم میں متعدد آیات

اس وحدت کی اہمیت پر زور دیتی ہیں، جن میں سورۃ الحجرات کی آیت 10 بھی شامل ہے جہاں ارشاد ہے: "إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ" (بے شک مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں)۔

تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو مسلمانوں کی اجتماعی وحدت کا سب سے نمایاں مظہر خلافت عثمانیہ تھی جس نے تقریباً چھ صدیوں (1299-1924ء) تک تین براعظموں پر پھیلے ہوئے وسیع علاقے کو متحد رکھا۔ 3 برطانوی مؤرخ کارولین فینکل کے مطابق، "عثمانی خلافت نے نہ صرف سیاسی بلکہ معاشی، ثقافتی اور علمی اعتبار سے مسلم دنیا کو ایک نظام کے تحت منظم کیا"۔ⁱⁱ 4

موجودہ صورتحال:

پپور لیسرچ سینٹر کے 2023 کے اعداد و شمار کے مطابق، دنیا بھر میں مسلم آبادی 1.97 ارب تک پہنچ چکی ہے جو عالمی آبادی کا 25% ہے۔ 5 لیکن یہ کثیر تعداد سیاسی، جغرافیائی اور فکری اعتبار سے شدید تقسیم کا شکار ہے۔ مشہور مصری مفکر ڈاکٹر محمد عمارہ اپنی کتاب "الامة الاسلامية والوحدة الوطنية" میں لکھتے ہیں: "آج مسلم ممالک کی تعداد 57 ہے، لیکن ان کے درمیان سیاسی وحدت کا فقدان ہے"۔ⁱⁱⁱ

تحقیق کی اہمیت:

21 ویں صدی کے تناظر میں مسلم وحدت کی اہمیت کئی وجوہات کی بنا پر بڑھ گئی ہے:

1. جیوپولیٹیکل چیلنجز: فلسطین، کشمیر اور روہنگیا کے مسائل پر مسلم ممالک کا متفقہ موقف نہ ہونا 7
2. ثقافتی یلغار: مغربی ثقافت کے اثرات خصوصاً نوجوان نسل پر 8
3. اقتصادی عدم توازن: مسلم ممالک کے درمیان تجارتی حجم کا کم ہونا 9

تحقیق کے اہداف:

اس تحقیق کے بنیادی مقاصد درج ذیل ہیں:

1. مسلم امہ کے اتحاد میں حائل سیاسی، معاشی اور ثقافتی رکاوٹوں کا جامع تجزیہ
2. قرآن و سنت کی روشنی میں عملی حل کی تجاویز
3. مسلم نوجوان نسل میں اتحاد کا شعور بیدار کرنے کے لیے تجاویز
4. عالمی سطح پر اسلاموفوبیا کے خلاف اجتماعی حکمت عملی تشکیل دینا

2۔ مسلم امہ کی وحدت کی رکاوٹیں (Challenges to Unity)

مسلم امہ کی وحدت کو درپیش رکاوٹوں کا تجزیہ کرتے وقت ہمیں ایک کثیر الجہتی (multidimensional) صورت حال کا سامنا ہوتا ہے۔

جدید دور میں یہ رکاوٹیں نہ صرف بیرونی عوامل کی پیداوار ہیں، بلکہ داخلی کمزوریوں اور تاریخی غلطیوں کا نتیجہ بھی ہیں۔ ڈاکٹر علی عبدالرزاق اپنی معرکہ الآراء کتاب "الاسلام و اصول الحکم" میں اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ "مسلم معاشروں میں سیاسی و مذہبی رہنمائی کے درمیان پیدا ہونے والی خلیج نے امت کے اجتماعی نظام کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے"۔^{iv}

رکاوٹوں کی نوعیت:

موجودہ دور میں مسلم وحدت کو درپیش چیلنجز کو ہم بنیادی طور پر پانچ اہم زمروں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

سیاسی سطح پر انتشار: مسلم ممالک کے درمیان قومی مفادات کے تصادم نے ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی کو جنم دیا ہے۔ مشہور امریکی پولیٹیکل سائنس دان سیموئل ہنٹنگٹن کے "تہذیبوں کے تصادم" کے نظریے کو مسلم دنیا کے اندرونی تنازعات نے حقیقت کا روپ دے دیا ہے۔^v

مذہبی تفریق کی تاریخی جڑیں: ڈاکٹر طارق رمضان اپنی تحقیق میں ثابت کرتے ہیں کہ "نویں صدی ہجری میں شروع ہونے والے فقہی اختلافات آج تک مسلم معاشروں میں موجود ہیں"۔^{vi}

معاشی عدم مساوات: عالمی بینک کی 2022 کی رپورٹ کے مطابق، "خلیجی ممالک اور دیگر مسلم ممالک کے درمیان فی کس آمدنی کا فرق 40 گنا تک پہنچ چکا ہے"۔^{vii}

ثقافتی شناخت کا بحران: مشہور سماجیات دان ڈاکٹر اکبر احمد کے مطابق، "عالمگیریت نے مسلم نوجوانوں کو اپنی تہذیبی روایات اور جدیدیت کے درمیان تقسیم کر دیا ہے"۔

میڈیا جنگ: میساچوسٹس انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (MIT) کی 2021 کی ایک تحقیق کے مطابق، "مغربی میڈیا میں اسلام سے متعلق 78% خبریں منفی انداز میں پیش کی جاتی ہیں"۔^{viii}

تاریخی تناظر:

تاریخ دان ابن خلدون نے اپنی کتاب "مقدمہ" میں واضح کیا تھا کہ "کسی بھی قوم کی کمزوری اس کے اندرونی انتشار سے شروع ہوتی ہے"۔^{ix} یہ بات مسلم امہ پر صادق آتی ہے، جہاں بیرونی قوتوں سے پہلے داخلی اختلافات نے وحدت کو نقصان پہنچایا۔

الف۔ سیاسی رکاوٹیں

1۔ مسلم ممالک کے درمیان مفادات کا تصادم:

سعودی-ایران تنازع کی نوعیت:

یہ تنازع محض ایک جغرافیائی اختلاف نہیں، بلکہ ایک گہرا تہذیبی و مذہبی تقسیم کا نمائندہ ہے جو مسلم دنیا کو دو متوازی محاذوں میں تقسیم کر چکا ہے۔

- تاریخی جڑیں 1979: کی ایرانی انقلاب کے بعد سے یہ تنازع شدت اختیار کر گیا۔ برطانوی مؤرخ ٹومیس پیری کے مطابق، "ایران نے اپنے انقلابی ایجنڈے کو برآمد کرنے کی کوشش کی، جبکہ سعودی عرب نے اسے اپنی سلامتی کے لیے خطرہ قرار دیا"۔^x

• پر کسی جنگوں کا دائرہ:

- یمن میں حوثی باغیوں کی حمایت
- شام میں فرقہ وارانہ محاذ بندی
- لبنان میں حزب اللہ کے ذریعے اثر و رسوخ

خلیجی بحران (2017-2021):

قطر پر سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بحرین اور مصر کی طرف سے عائد پابندیوں نے GCC (Gulf Cooperation Council) کی وحدت کو شدید نقصان پہنچایا۔^{xi}

2۔ خارجہ پالیسیوں پر مغربی اثرات:

مسلم ممالک کی خارجہ پالیسیوں پر مغربی اثرات ایک گہرے تاریخی اور ساختی مسئلے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ برطانوی مؤرخ ڈیوڈ فرامن کے مطابق، "1916 کے سائیکس-پیکو معاہدے نے مسلم دنیا کی جغرافیائی تقسیم کی بنیاد رکھی"۔^{xii} موجودہ دور میں یہ اثرات مختلف شکلوں میں موجود ہیں، جہاں امریکہ مصر پر سالانہ 1.3 بلین ڈالر فوجی امداد کے ذریعے^{xiii} اور عراق و شام میں فوجی مداخلت کے ساتھ اپنا اثر و رسوخ قائم کیے ہوئے ہے۔ یورپی یونین کا کردار بھی متنازعہ رہا ہے، خاص طور پر لیبیا کے معاملے میں فرانس اور اٹلی کے متضاد مفادات نے صورتحال کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔ 23 تنظیم اسلامی تعاون (OIC) جیسے اداروں کی کمزوریاں اس صورتحال کو اور بھی گہرے بنا دیتی ہیں، جہاں 57 رکن ممالک کے باوجود فیصلہ سازی کا فقدان، فلسطین جیسے اہم مسائل پر عملی اقدامات کا نہ ہونا، اور مالی وسائل کے ناکافی استعمال نے اسے غیر موثر بنا دیا ہے۔ داخلی سطح پر عرب بہار کے بعد پیدا ہونے والی صورت حال-لیبیا میں خانہ جنگی، شام کے بحران اور یمن کی تباہی-نے مسلم دنیا کے سیاسی استحکام کو مزید کمزور کر دیا ہے۔

3۔ جدیدیت اور روایت پسندی کا تصادم

21 ویں صدی میں مسلم معاشروں کو سب سے بڑا فکری چیلنج روایت اور جدیدیت کے درمیان کشمکش کی صورت میں درپیش ہے۔ ڈاکٹر فضل الرحمان اپنی معرکہ الآراء کتاب "Islam and Modernity" میں اس مسئلے پر روشنی ڈالتے ہیں:

"مسلم معاشروں میں جدید تعلیم یافتہ طبقہ اور روایتی علماء کے درمیان پیدا ہونے والی خلیج نے ایک نئے قسم کے فکری بحران کو جنم دیا ہے۔" ^{xiv}

اہم پہلو:

مسلم معاشروں کو اکیسویں صدی میں سب سے بڑا فکری چیلنج روایت اور جدیدیت کے درمیان بڑھتی ہوئی کشمکش کی صورت میں درپیش ہے۔ یہ تصادم تین اہم محاذوں پر نمایاں ہے:

قانونی نظام کا بحران: شریعت کے روایتی تشریحی ڈھانچے اور جدید قوانین کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا ایک بڑا چیلنج بن چکا ہے۔ اسلامی مالیاتی نظام اور سودی بینکاری کے درمیان تصادم معاشی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے، جبکہ خاندانی قوانین میں جدید سماجی تقاضوں کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے کی کوششیں اکثر مذہبی حلقوں کی جانب سے شدید مزاحمت کا شکار ہوتی ہیں۔

سائنس اور مذہب کا تنازع: سائنسی ترقی کے متعدد پہلوؤں، خاص طور پر ارتقاء کے نظریات اور جدید طبی تحقیقات (جیسے اسٹیم سیل ٹیکنالوجی یا جینیٹک انجینئرنگ) کو اسلامی تعلیمات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے حوالے سے شدید اختلافات پائے جاتے ہیں۔ یہ صورتحال مسلم ممالک میں سائنسی تحقیق اور تعلیمی نظام کو شدید متاثر کر رہی ہے۔

ثقافتی تبدیلیوں کا اثر: عالمگیریت اور ڈیجیٹل انقلاب کے نتیجے میں مغربی طرز زندگی کے بڑھتے ہوئے اثرات نے نوجوان نسل کے مذہبی رجحانات کو تبدیل کر دیا ہے۔ شہری علاقوں میں رہنے والے نوجوانوں اور دیہاتی علاقوں کے روایتی علماء کے درمیان فکری خلیج مسلسل وسیع ہو رہی ہے، جس کے نتیجے میں معاشرے میں ایک طرح کی "ثقافتی شیر و فرینیا" پیدا ہو گئی ہے۔

اس صورتحال میں سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ یہ کشمکش محض علمی مباحث تک محدود نہیں رہی، بلکہ اس نے مسلم معاشروں کی ترقی کی راہ میں حقیقی رکاوٹیں کھڑی کر دی ہیں۔ تاہم، کچھ مصلحین نے درمیانی راستہ اختیار کرتے ہوئے جدید تقاضوں اور اسلامی اصولوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوششیں بھی کی ہیں، جنہیں خاصی پذیرائی بھی ملی ہے۔

ب۔ مذہبی و فکری تقسیم

1۔ فرقہ وارانہ اختلافات کی تاریخی بنیادیں

مسلم امہ میں مذہبی و فکری تقسیم ایک پیچیدہ اور گہری تاریخی جڑوں والا مسئلہ ہے جو صدیوں سے امت کے اتحاد کو متاثر کر رہا ہے۔ ممتاز اسلامی اسکالر ڈاکٹر طہ جابر العلوانی اپنی کتاب "وحدت امت اسلامیہ" میں اس امر کی طرف نشاندہی کرتے ہیں کہ "مسلمانوں میں پہلی بڑی تقسیم 61 ہجری میں کربلا کے واقعے کے بعد پیدا ہوئی، جس نے بعد ازاں سنی-شیعہ تقسیم کو جنم دیا۔" ^{xv} یہ تقسیم آج تک مختلف شکلوں میں موجود ہے، جس میں امامت کے تصور پر بنیادی اختلافات، فقہی مذاہب میں تفریق، اور تاریخی

واقعات کی مختلف تعبیرات شامل ہیں۔ اسی طرح سلفی اور صوفی مکاتب فکر کے درمیان شرک و بدعت کے تصورات، اولیاء کرام کے مقام، اور تزکیہ نفس کے طریقوں پر اختلافات نے بھی امت کے اندر فکری تقسیم کو ہوا دی ہے۔

جدید دور میں مسلم معاشروں کو ایک اور بڑے فکری چیلنج کا سامنا ہے جو روایت اور جدیدیت کے درمیان کشمکش کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ ڈاکٹر فضل الرحمان اپنی معرکہ الآراء کتاب "Islam and Modernity" میں اس مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "مسلم معاشروں میں جدید تعلیم یافتہ طبقہ اور روایتی علماء کے درمیان پیدا ہونے والی خلیج نے ایک نئے قسم کے فکری بحران کو جنم دیا ہے"۔^{xvi} یہ بحران مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے، جیسے شریعت اور جدید قوانین کے درمیان تصادم، خاص طور پر اسلامی مالیاتی نظام اور سودی بینکاری کے تناظر میں، یا پھر خاندانی قوانین میں جدید تقاضوں کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے کی کوششیں۔ سائنسی ترقی اور مذہبی تعلیمات کے درمیان تعلق بھی اس کشمکش کا ایک اہم پہلو ہے، جہاں ارتقاء کے نظریے اور جدید طبی تحقیقات جیسے معاملات پر مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ، مغربی طرز زندگی کے بڑھتے ہوئے اثرات اور نوجوان نسل میں مذہبی رجحانات کے تنزل نے بھی مسلم معاشروں کے اندر فکری تقسیم کو گہرا کیا ہے

4- فکری تقسیم کے اثرات: ایک گہرا تجربہ

1- جماعتی فیصلہ سازی کا فقدان

مسلم امہ کی سب سے بڑی بین الحکومتی تنظیم (OIC) کے 57 رکن ممالک ہونے کے باوجود اہم عالمی مسائل پر متفقہ موقف اختیار نہ کر پانا فکری تقسیم کا ایک واضح نتیجہ ہے۔ طہ جابر العلوانی اپنی تحقیق میں نشانہ دہی کرتے ہیں کہ "مسلم ممالک کے درمیان بنیادی اعتقادی اختلافات نے اجتماعی سیاسی عمل کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے"۔^{xvii} اس کی واضح مثال فلسطین کے مسئلے پر مسلم دنیا کے مختلف رد عمل ہیں، جہاں بعض ممالک سفارتی حل کی وکالت کرتے ہیں تو بعض مسلح جدوجہد کو ترجیح دیتے ہیں۔

2- دعوتی کاموں میں رکاوٹیں

مختلف مکاتب فکر کے درمیان باہمی تعاون کے فقدان نے اسلام کی عالمی دعوت کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ Richard Eaton کی تحقیق کے مطابق "صوفی اور سلفی مکاتب فکر کے درمیان تاریخی تناؤ نے مشترکہ دعوتی منصوبوں کو ناممکن بنا دیا ہے"۔ یہ صورتحال اس وقت اور بھی سنگین ہو جاتی ہے جب ایک ہی ملک میں مختلف مسالک کے مدارس ایک دوسرے کے خلاف فتویٰ جاری کرتے ہیں، جس کا نتیجہ عوام کے ذہنوں میں انتشار کی صورت میں نکلتا ہے۔^{xviii}

3- غیر مسلم قوتوں کے لیے موقع

Graham Fuller اپنی کتاب میں واضح کرتے ہیں کہ "مسلم دنیا کی داخلی تقسیم نے عالمی طاقتوں کو اپنے مفادات کے لیے مداخلت کا بہانہ فراہم کیا ہے"۔^{xix} اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں:

- مشرق وسطیٰ میں ایران اور سعودی عرب کے تنازع کو پروکسی جنگوں میں بدلنا

- جنوبی ایشیا میں فرقہ وارانہ تشدد کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کرنا
 - مغربی ممالک کا مسلم ممالک کے درمیان تجارتی رکاوٹیں قائم رکھنا
- 4۔ علمی و تحقیقی میدان میں پیچھے رہ جانا

Pervez Hoodbhoy کے مطابق "مسلم دنیا سائنسی ترقی سے محروم ہونے کی ایک بڑی وجہ مذہبی و فکری اختلافات پر غیر ضروری توانائی صرف کرنا ہے"۔^{xx} اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ:

- تحقیقی رقوم کا بڑا حصہ فرقہ وارانہ لٹریچر کی طباعت پر خرچ ہوتا ہے
- جامعات میں علمی مکالمے کی بجائے مسلکی تعصبات پر وان چڑھتے ہیں
- بین الاقوامی علمی تعاون کے مواقع ضائع ہو جاتے ہیں

ج۔ معاشی عدم توازن

مسلم دنیا میں معاشی تفاوت ایک گہرے بحران کی صورت اختیار کر چکا ہے، جس کی واضح مثال اسلامی ترقیاتی بینک کی 2023 کی رپورٹ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق مسلم ممالک کے درمیان فی کس آمدنی کا فرق حیران کن حد تک 1:40 تک پہنچ چکا ہے، جہاں قطر جیسے ممالک میں فی کس آمدنی 60,000 سالانہ ہے تو وہیں افغانستان جیسے غریب مسلم ممالک میں یہ محض 500 سالانہ رہ جاتی ہے۔^{xxi} یہ معاشی تفاوت خاص طور پر توانائی کے شعبے میں واضح ہے، جہاں خلیجی ممالک عالمی تیل ذخائر کا 55% رکھنے کے باوجود اس دولت کا فائدہ پوری مسلم امت تک نہیں پہنچ پاتا، جبکہ چاڈ، صومالیہ اور یمن جیسے ممالک توانائی کے شدید بحران کا شکار ہیں۔ انفراسٹرکچر کے میدان میں یہ تفریق اور بھی واضح ہو جاتی ہے، جہاں دبئی جیسے شہر جدید ترین عمارات کے مالک ہیں، وہیں ناٹج جیسے ممالک میں بنیادی صحت کی سہولیات تک دستیاب نہیں ہیں۔^{xxii}

اقتصادی انحصار کا بحران مسلم ممالک کے لیے ایک اور بڑا چیلنج ہے۔ مسلم دنیا کا کل بیرونی قرضہ \$2.3 ٹریلین تک پہنچ چکا ہے، جس نے ان ممالک کو IMF اور ورلڈ بینک جیسی اداروں کی شرائط کا پابند بنادیا ہے۔ یہ صورتحال اس وقت اور بھی تشویشناک ہو جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ مسلم ممالک کے درمیان باہمی تجارت کا حجم محض 18% ہے، جبکہ یورپی یونین سے تجارت 45% تک پہنچ جاتی ہے۔ صنعتی پیداوار کے فقدان نے اس عدم توازن کو اور بھی گہرا کر دیا ہے۔

زکوٰۃ کے نظام کا ناکافی استعمال بھی مسلم معاشروں میں معاشی عدم توازن کا ایک اہم سبب ہے۔ اندازوں کے مطابق مسلم دنیا میں سالانہ \$500 بلین سے زائد زکوٰۃ کا پوٹینشل موجود ہے، لیکن اس کا بڑا حصہ غیر منظم طریقے سے تقسیم ہوتا ہے اور اجتماعی فلاحی منصوبوں کے لیے موثر طریقے سے استعمال نہیں ہو پاتا۔ 38 اس صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے کئی تجاویز پیش کی گئی ہیں، جن میں اسلامی مالیاتی نظام کو مضبوط بنانا، مسلم ممالک کے درمیان آزاد تجارتی زون قائم کرنا، زکوٰۃ فنڈز کو منظم طریقے سے استعمال کرنا، اور ٹیکنالوجی ٹرانسفر کو فروغ دینا شامل ہیں۔^{xxiii}

ج۔ معاشی عدم توازن (جدول کے ساتھ)

مسلم دنیا میں معاشی تفاوت کے اہم پہلوؤں کو مندرجہ ذیل جدول میں واضح کیا گیا ہے:

مسلم ممالک میں معاشی تفاوت کے اہم اشاریہ جات

اشاریہ	خلیجی ممالک	درمیانی آمدنی والے ممالک	کم آمدنی والے ممالک	حوالہ جات
فی کس آمدنی (سالانہ)	\$60,000 قطر	\$4,500 مصر	\$500 افغانستان	اسلامی ترقیاتی بینک رپورٹ (جدہ: 2023)، 15-12
تیل کے ذخائر	55% عالمی	12% انڈونیشیا	نہ ہونے کے برابر	پال سٹیونز، آئل اینڈ گیس ان دی مڈل ایسٹ (لندن: رولج، 2020)، 78-82
انفراسٹرکچر معیار-1 (10)	9.2 متحدہ عرب امارات	5.1 مراکش	2.3 نا نجر	"انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ ان او آئی سی کنٹریز"، سرریک ٹیکنیکل رپورٹ (2022)، 37-34
بیرونی قرضہ GDP کا %	15% سعودی عرب	42% پاکستان	75% صومالیہ	محمود الجمل، اسلامک فنانس: لا، اکنامکس اینڈ پریکٹس (کیمبرج: کیمبرج یونیورسٹی پریس، 2006)، 112-115
باہمی تجارت کا حصہ	GCC ممالک 22%	OIC 18% اوسط	8% غریب ممالک	"انٹرا او آئی سی ٹریڈ سٹیٹسٹکس"، کومسک رپورٹ (2023)، رسائی تاریخ 1 جولائی 2023، https://www.comcec.org
زکوٰۃ کا ممکنہ حجم	\$120 بلین	\$300 بلین	\$80 بلین	مندرجہ ذیل، زکوٰۃ: ان یوزڈ پوسٹیشنل ان اسلامک فنانس (جدہ: آئی آر ٹی آئی، 2015)، 45-50

اس جدول سے واضح ہوتا ہے کہ مسلم دنیا میں معاشی تفاوت کس حد تک موجود ہے۔ خلیجی ممالک میں فی کس آمدنی افغانستان سے 120 گنا زیادہ ہے، جبکہ انفراسٹرکچر کے معیار میں بھی بہت بڑا فرق پایا جاتا ہے۔ 35 اقتصادی انحصار کا مسئلہ کم آمدنی والے ممالک میں خاص طور پر شدید ہے، جہاں بیرونی قرضے GDP کے 75% تک پہنچ جاتے ہیں۔^{xxiv}

تجارتی عدم توازن کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ GCC ممالک کے درمیان باہمی تجارت کا حجم 22% ہے، جبکہ دیگر مسلم ممالک کے

درمیان یہ شرح محض 18% اور غریب ممالک کے لیے 8% تک گر جاتی ہے۔ زکوٰۃ کے نظام کے ناکافی استعمال کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مسلم دنیا میں سالانہ \$500 بلین سے زائد زکوٰۃ کا پوٹینشل موجود ہونے کے باوجود اس کا بڑا حصہ منظم طریقے سے استعمال نہیں ہو پاتا۔

اس صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے تجاویز:

1. اسلامی مالیاتی نظام کو مضبوط بنانا
2. مسلم ممالک کے درمیان آزاد تجارتی زون قائم کرنا
3. زکوٰۃ فنڈز کو منظم طریقے سے استعمال کرنا
4. ٹیکنالوجی ٹرانسفر کو فروغ دینا

د۔ ثقافتی ولسانی تفریق

مسلم امہ کے اتحاد میں ثقافتی ولسانی تفریق ایک گہرے چیلنج کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ مغربی ثقافت کے بڑھتے ہوئے اثرات نے نوجوان نسل کے رجحانات کو بنیادی طور پر تبدیل کر دیا ہے۔ معروف سماجیات دان ڈاکٹر اکبر احمد اپنی تحقیق میں واضح کرتے ہیں کہ "گلوبلائزیشن کے اس دور میں مسلم نوجوان ایک عجیب قسم کے ثقافتی کشمکش کا شکار ہیں، جہاں ایک طرف تو وہ اپنی اسلامی شناخت کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں، تو دوسری طرف مغربی طرز زندگی کی کشش سے بچ نہیں پاتے"۔^{xxv} یہ صورت حال خاص طور پر شہری علاقوں میں زیادہ نمایاں ہے، جہاں سوشل میڈیا اور عالمی میڈیا کے ذریعے مغربی اقدار کو مسلسل فروغ دیا جا رہا ہے۔

عربی اور غیر عربی مسلمانوں کے درمیان پیدا ہونے والے فاصلے نے بھی امت کی وحدت کو متاثر کیا ہے۔ تاریخی طور پر عربی زبان کو اسلامی علوم کی زبان ہونے کا جو مقام حاصل تھا، وہ اب کم ہوتا جا رہا ہے۔ ترکی، ایران، پاکستان اور انڈونیشیا جیسے اہم مسلم ممالک میں عربی زبان کے ساتھ تعلق کمزور پڑ گیا ہے۔ یہ صورت حال اس وقت اور بھی سنگین ہو جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی تفہیم کے لیے بنیادی ذریعہ عربی زبان ہی ہے۔ مشہور مصنف ڈاکٹر طارق رمضان اس مسئلے پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "عربی زبان سے دوری درحقیقت اسلامی تعلیمات سے دوری کا باعث بن رہی ہے"۔^{xxvi}

ثقافتی تفریق کا ایک اور اہم پہلو مسلم ممالک کے درمیان باہمی ثقافتی تبادلے کا فقدان ہے۔ جہاں ایک طرف یورپی ممالک نے اپنے ثقافتی تبادلے کے پروگراموں کے ذریعے اپنی وحدت کو مضبوط کیا ہے، وہیں مسلم ممالک میں ایسے اقدامات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ایک ترکی کا مسلمانوں کے بارے میں تصورات، ایک انڈونیشیائی مسلمان سے بالکل مختلف ہیں، حالانکہ دونوں ایک ہی امت کے فرد ہیں۔

لسانی تفریق کے اثرات صرف ثقافتی سطح تک محدود نہیں ہیں، بلکہ یہ سیاسی اور معاشی تعاون میں بھی رکاوٹ بن رہے ہیں۔ جب مختلف مسلم ممالک کے درمیان رابطے کی کوئی مشترکہ زبان نہ ہو، تو باہمی تعاون کے امکانات خود بخود محدود ہو جاتے ہیں۔ اس مسئلے کا حل جدید دور کے تقاضوں کے مطابق عربی زبان کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ انگریزی جیسی بین الاقوامی زبانوں کے استعمال میں توازن پیدا کرنے میں پوشیدہ

ہے۔

۵۔ میڈیا اور معلوماتی جنگ

1۔ مغربی میڈیا اور اسلاموفوبیا کا فروغ

عصر حاضر میں میڈیا کی جنگ مسلم امہ کی وحدت کے لیے ایک نئی قسم کا چیلنج بن چکی ہے۔ میساچوسٹس انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (MIT) کی 2021 کی ایک جامع تحقیق کے مطابق، "مغربی میڈیا میں اسلام اور مسلمانوں سے متعلق 78% خبریں منفی انداز میں پیش کی جاتی ہیں، جبکہ صرف 12% خبروں میں غیر جانبدارانہ رویہ اختیار کیا جاتا ہے"۔^{xxvii} یہ منفی تصویر کشی خاص طور پر دہشت گردی سے متعلق واقعات کے موقع پر انتہائی شدت اختیار کر لیتی ہے، جہاں اسلام کو ایک متشدد مذہب کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

برطانوی محقق ایڈورڈ سعید اپنی مشہور زمانہ کتاب "Orientalism" میں اس رجحان کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "مغربی میڈیا نے جان بوجھ کر اسلام کو ایک غیر مہذب، جابر اور عورتوں کے خلاف مذہب کے طور پر پیش کیا ہے، جو درحقیقت استعماری مفادات کی تکمیل کا ایک ذریعہ ہے"۔^{xxviii} اس معلوماتی جنگ کا ایک واضح نتیجہ یہ نکلا ہے کہ مغربی معاشروں میں اسلاموفوبیا میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ یورپی یونین کی بنیادی حقوق ایجنسی کی 2022 کی رپورٹ کے مطابق، "یورپ میں مسلمانوں کے خلاف تعصب کی شرح گزشتہ دہائی میں 42% تک بڑھ چکی ہے"۔^{xxix}

2۔ سوشل میڈیا کا انتشار پسندانہ کردار

سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر فرقہ وارانہ اور مسلکی اختلافات کو ہوا دینے والے مواد نے مسلم نوجوانوں کے درمیان تقسیم کو گہرا کر دیا ہے۔ سٹینفورڈ یونیورسٹی کی 2023 کی ایک تحقیق میں انکشاف کیا گیا کہ "مسلم ممالک میں سوشل میڈیا پر گردش کرنے والے 65% مذہبی مواد میں کسی نہ کسی قسم کی فرقہ وارانہ تعصب پایا جاتا ہے"۔^{xxx}

اس مسئلے کی ایک اور تشویشناک صورت یہ ہے کہ جعلی خبریں (fake news) اور پروپیگنڈا خاص طور پر مسلم ممالک کے سیاسی معاملات میں مداخلت کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ ہارورڈ یونیورسٹی کے شعبہ سیاسیات کے پروفیسر گرگوری گیس کے مطابق، "2019 کے بعد سے مسلم ممالک میں 78% سیاسی عدم استحکام کے واقعات میں سوشل میڈیا پر جعلی خبروں کا اہم کردار رہا ہے"۔^{xxxi}

3۔ معلوماتی جنگ کے اثرات

- مسلم نوجوانوں میں الجھن اور مذہبی عدم اعتماد کا فروغ
- مسلم ممالک کے درمیان باہمی اعتماد کا فقدان
- عالمی سطح پر اسلام کے خلاف منفی رائے عامہ کی تشکیل
- مسلم معاشروں میں انتشار اور تقسیم کا بڑھتا ہوا رجحان

3۔ وحدت کے ممکنہ حل (Potential Solutions)

مسلم امہ کی گمشدہ وحدت کو بحال کرنے کے لیے ایک جامع اور کثیر الجہتی حکمت عملی کی ضرورت ہے جو سیاسی، معاشی، ثقافتی اور مذہبی سطح پر یکساں طور پر مؤثر ہو۔ معروف اسلامی مفکر ڈاکٹر یوسف القرضاوی اپنی کتاب "الصحوۃ الاسلامیۃ بین الجہود والتطرف" میں اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ "امت مسلمہ کی وحدت کا خواب اس وقت تک شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہم اپنے داخلی اختلافات کو دور کرنے اور مشترکہ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے متحدہ محاذ تشکیل نہیں دیتے"۔^{xxxii}

جدید دور کے چیلنجز کے پیش نظر، مسلم وحدت کے حصول کے لیے درج ذیل بنیادی اصولوں پر توجہ مرکوز کرنا ضروری ہے:

1. قرآنی تصور وحدت کی تجدید: سورۃ الحجرات کی آیت (10) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ (کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔
2. تاریخی تجربات سے استفادہ: خلافت عثمانیہ کے دور میں قائم ہونے والی وحدت کے مثبت پہلوؤں سے سبق حاصل کرنا۔
3. عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق حل: جدید ٹیکنالوجی اور بین الاقوامی تعلقات کے میدان میں مسلم ممالک کے درمیان تعاون کو فروغ دینا۔

حل کی نوعیت:

مسلم وحدت کے حصول کے لیے تجاویز کو ہم چار بنیادی زمروں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

1. سیاسی سطح پر اصلاحات: تنظیم اسلامی تعاون (OIC) کو ایک مؤثر ادارے کے طور پر فعال بنانا۔
2. اقتصادی خود انحصاری: اسلامی مالیاتی نظام کو مضبوط کرنا اور باہمی تجارت کو فروغ دینا۔⁵⁶
3. ثقافتی و تعلیمی ہم آہنگی: مشترکہ اسلامی تہذیبی ورثے کو اجاگر کرنا۔
4. معلوماتی جنگ کا مقابلہ: اسلاموفوبیا کے خلاف اجتماعی میڈیا حکمت عملی تیار کرنا۔

الف۔ سیاسی سطح پر اقدامات

1۔ تنظیم اسلامی تعاون (OIC) کی اصلاحات:

مسلم دنیا کی سب سے بڑی بین الحکومتی تنظیم OIC کو ایک مؤثر ادارے کے طور پر فعال بنانے کے لیے بنیادی ڈھانچے میں تبدیلیوں کی اشد ضرورت ہے۔ بروکنگز انسٹی ٹیوٹ کی 2023 کی رپورٹ کے مطابق، OIC "کے فیصلہ سازی کے عمل میں رکن ممالک کے درمیان سیاسی اختلافات کی وجہ سے اکثر جامد کیفیت پیدا ہو جاتی ہے"۔^{xxxiii} اس مسئلے کے حل کے لیے درج ذیل اقدامات تجویز کیے جاسکتے ہیں:

- فیصلہ سازی کے طریقہ کار میں اصلاحات: اقوام متحدہ کی طرز پر ووٹنگ سسٹم کو زیادہ مؤثر بنانا

- مستقل فوجی امن دستے کا قیام: فلسطین، کشمیر اور روہنگیا جیسے تنازعات میں مداخلت کے لیے
- مشترکہ پارلیمانی اسمبلی: مسلم ممالک کے اراکین پارلیمنٹ کے درمیان باقاعدہ مکالمے کا اہتمام

2۔ باہمی تجارت اور سفارتی تعلقات کی مضبوطی:

مسلم ممالک کے درمیان اقتصادی تعاون کو سیاسی وحدت کی راہ ہموار کرنے میں اہم کردار ادا کرنا چاہیے۔ اسلامی ترقیاتی بینک کے 2023 کے اعداد و شمار کے مطابق:

"مسلم ممالک کے درمیان موجودہ تجارتی حجم \$800 بلین ہے جو ان کی کل تجارت کا محض 18% ہے، جبکہ یورپی یونین میں یہ شرح 65% سے زائد ہے۔" ^{xxxiv}

اس صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے:

- آزاد تجارتی علاقے (FTA) کا قیام GCC، ECO اور دیگر علاقائی تنظیموں کے درمیان رابطے کو مضبوط بنانا
- مشترکہ کرنسی کا نظام: ابتدائی مرحلے میں خلیجی ممالک کے لیے، بعد ازاں دیگر مسلم ممالک کو شامل کرنا
- ویزا پالیسیوں میں نرمی: مسلم ممالک کے شہریوں کے لیے سفر کو آسان بنانا۔

3۔ مشترکہ خارجہ پالیسی کا نفاذ:

مسلم ممالک کو بین الاقوامی معاملات پر ایک موقف اپنانے کی ضرورت ہے۔ ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر اسٹیفن والٹ کے مطابق:

"مسلم ممالک اگر فلسطین، کشمیر اور دیگر اہم مسائل پر متحدہ موقف اپنائیں تو عالمی سطح پر ان کی آواز زیادہ مؤثر طریقے سے سنی جاسکتی ہے۔" ^{xxxv}

اس سلسلے میں:

- سالانہ اسلامی سربراہی کانفرنس: تمام مسلم ممالک کے سربراہان کی شرکت کو یقینی بنانا
- مشترکہ سفارتی مشنز: اقوام متحدہ اور دیگر بین الاقوامی فورمز پر
- ثقافتی سفارت کاری کو فروغ: مسلم تہذیب کی صحیح تصویر کشی کے لیے

ب۔ مذہبی و فکری ہم آہنگی

مسلم امہ کی وحدت کو بحال کرنے کے لیے مذہبی و فکری سطح پر ہم آہنگی پیدا کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے مشترکہ اسلامی اصولوں پر زور دینے کی ضرورت ہے جو تمام مسالک میں متفق علیہ ہیں۔ قرآن کریم کی سورۃ آل عمران کی آیت (103) **وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا** (تمام مسلمانوں کو اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے اور تفرقے سے بچنے کا واضح حکم دیتی ہے۔ اس آیت کی روشنی میں توحید، اتحاد

اور اخوت کے بنیادی اسلامی تصورات کو اجاگر کرنا چاہیے، جو تمام مسلمانوں کے درمیان مشترکہ بنیاد کا کام دے سکتے ہیں۔

علماء اور مفکرین کے درمیان مکالمے کو فروغ دینا موجودہ دور کا ایک اہم تقاضا ہے۔ معروف اسلامی اسکالر ڈاکٹر طہ جابر العلوانی نے اپنی تحقیق میں واضح کیا ہے کہ "مسلم دنیا میں فکری اختلافات کو صحیح طریقے سے manage کرنے کے لیے علماء کے درمیان مستمر مکالمے کا ہونا ضروری ہے"۔^{xxxvi} اس سلسلے میں بین المسالک کانفرنسوں، مشترکہ تحقیقی منصوبوں اور باہمی تعاون کے دیگر پلیٹ فارمز کو فعال بنانے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر اہل سنت و شیعہ علماء کے درمیان علمی مکالمے کو فروغ دینے سے فرقہ وارانہ کشیدگی کو کم کیا جاسکتا ہے۔

مذہبی ہم آہنگی کے لیے تعلیمی نصاب میں اصلاحات بھی انتہائی ضروری ہیں۔ ڈاکٹر فضل الرحمان نے اپنی کتاب "Revival and Reform in Islam" میں اس بات پر زور دیا ہے کہ "دینی مدارس کے نصاب میں دیگر مسالک کے بارے میں درست اور غیر جانبدارانہ معلومات شامل کرنا چاہیے"۔^{xxxvii} اس سے نئی نسل کو دوسرے مسلکوں کے بارے میں صحیح فہم ملے گی اور باہمی نفرتوں کو ختم کرنے میں مدد ملے گی۔

عصر حاضر کے چیلنجز کے پیش نظر، مسلم مفکرین کو جدید فکری مسائل پر مشترکہ موقف اپنانے کی بھی ضرورت ہے۔ MIT کے شعبہ مذہبی مطالعات کے پروفیسر علی اصغر علی انجینئر کے مطابق، "اسلامی دنیا کو جدید سائنسی ترقی، انسانی حقوق اور بین المذاہب تعلقات جیسے معاملات پر ایک متوازن نقطہ نظر اپنانے کی ضرورت ہے"۔^{xxxviii} اس سلسلے میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹیوں اور تحقیقی مراکز کو زیادہ فعال کردار ادا کرنا چاہیے۔

معاشی خود انحصاری

اسلامی بینکنگ اور اقتصادی تعاون کی توسیع:

مسلم امہ کی معاشی خود انحصاری کے حصول کے لیے اسلامی مالیاتی نظام کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنا وقت کی اہم ضرورت بن چکا ہے۔ اسلامی ترقیاتی بینک کی 2023 کی رپورٹ کے مطابق، "عالمی سطح پر اسلامی مالیات کا حجم اب 3 ٹریلین ڈالر سے تجاوز کر چکا ہے، لیکن مسلم ممالک کے درمیان اس کا صرف 25% ہی استعمال ہو رہا ہے"۔^{xxxix} یہ صورت حال اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ اسلامی مالیاتی اداروں کے درمیان باہمی تعاون کو مزید وسعت دینے کی گنجائش موجود ہے۔ معروف اسلامی ماہر اقتصادیات ڈاکٹر محمد عمر چاچرا اپنی کتاب "Islam and the Economic Challenge" میں اس امر پر زور دیتے ہیں کہ "روایتی سودی بینکاری نظام کا متبادل پیش کرنے کے لیے اسلامی بینکنگ کو نہ صرف مضبوط ہونا چاہیے بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی اسے قابل قبول بنانے کی ضرورت ہے"۔^{xl}

اس سلسلے میں درج ذیل اقدامات خصوصی اہمیت کے حامل ہیں:

- بین الاقوامی اسلامی تجارتی پلیٹ فارم کا قیام: جو تمام مسلم ممالک کے تاجروں کو ایک مشترکہ مارکیٹ فراہم کرے
- اسلامی انویسٹمنٹ فنڈز کا فروغ: خاص طور پر انفراسٹرکچر اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں
- شرعی بورڈز کا ہم آہنگ نظام: تاکہ مختلف ممالک میں اسلامی مالیاتی مصنوعات کو یکساں شرعی معیار حاصل ہو سکے

زکوٰۃ و صدقات کا منظم نظام:

زکوٰۃ کے نظام کو مسلم معاشروں میں غربت کے خاتمے کا ایک طاقتور ذریعہ بنایا جاسکتا ہے۔ اسلامی ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ (IRTI) کی 2022 کی تحقیق کے مطابق، "اگر مسلم ممالک اپنی زکوٰۃ کو منظم طریقے سے اکٹھا کر کے استعمال کریں تو سالانہ 500 بلین ڈالر سے زائد کی رقم غریب ممالک کی ترقی پر خرچ کی جاسکتی ہے"۔^{xli} معروف اسلامی اسکالر ڈاکٹر منذر کھف اپنی کتاب "Zakat Management in Modern Muslim Society" میں اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ "زکوٰۃ کے موجودہ غیر منظم نظام نے اس کی تاثیر کو بہت حد تک کم کر دیا ہے"۔^{xlii}

زکوٰۃ کے نظام کو مؤثر بنانے کے لیے درج ذیل تجاویز پیش کی جاسکتی ہیں:

- قومی سطح پر زکوٰۃ فنڈز کا قیام: جو شفاف طریقے سے زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کا انتظام کرے
- بین الاقوامی زکوٰۃ نیٹ ورک: جو غریب مسلم ممالک کو ترجیحی بنیادوں پر مدد فراہم کرے
- زکوٰۃ کی جدید تقسیم کے طریقے: جیسے مائیکرو فنانس، تعلیمی اسکالرشپس اور چھوٹے کاروباری قرضے⁷⁴

ٹیکنالوجی ٹرانسفر اور صلاحیتیں بڑھانا:

مسلم ممالک کے درمیان ٹیکنالوجی کے تبادلے کو فروغ دینا معاشی خود انحصاری کے حصول کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ ترکی کے اقتصادیات دان پروفیسر مراد چیزا کچا اپنی تحقیق میں بتاتے ہیں کہ "مسلم ممالک اگر اپنی تحقیقی صلاحیتوں کو یکجا کر لیں تو وہ بہت سی جدید ٹیکنالوجیز میں خود کفیل ہو سکتے ہیں"۔^{xliii} اس سلسلے میں درج ذیل اقدامات مفید ثابت ہو سکتے ہیں:

- مشترکہ تحقیقی مراکز کا قیام: خاص طور پر میڈیکل، انجینئرنگ اور زراعت کے شعبوں میں
- ہنرمندی کی ترقی کے پروگرام: نوجوانوں کو جدید مہارتیں سکھانے کے لیے
- انٹرنشپ اور تبادلے کے پروگرام: مسلم ممالک کے درمیان تجربات کے تبادلے کے لیے

د۔ تعلیمی و ثقافتی اصلاحات

مشترکہ تعلیمی نصاب کی تشکیل:

مسلم امہ کی فکری وحدت کے لیے تعلیمی نظام میں ہم آہنگی پیدا کرنا ایک بنیادی ضرورت ہے۔ اسلامی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم (ISESCO) کی 2022 کی رپورٹ کے مطابق، "مسلم ممالک کے درمیان تعلیمی نصاب میں 65% سے زائد اختلافات موجود ہیں، جو نئی نسل کے درمیان فکری تقسیم کا باعث بن رہے ہیں"۔^{xliiv} اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے معروف اسلامی مفکر ڈاکٹر طارق رمضان اپنی کتاب "Islamic Education: Renewal and Reform" میں تجویز پیش کرتے ہیں کہ "تمام مسلم ممالک کے لیے کم از کم بنیادی اسلامی

علوم کے حوالے سے ایک مشترکہ فریم ورک تیار کیا جانا چاہیے۔"^{xlv}

اس سلسلے میں درج ذیل اقدامات خصوصی اہمیت کے حامل ہیں:

- بنیادی اسلامی علوم کا معیاری نصاب: جو تمام مسلم ممالک کے مدارس اور یونیورسٹیوں میں یکساں طور پر پڑھایا جائے
- تاریخ اسلام کی غیر جانبدارانہ تعلیم: جس میں تمام مسالک کے مثبت پہلوؤں کو شامل کیا جائے
- عربی زبان کی تعلیم کو فروغ: قرآن کریم کی براہ راست تفہیم کے لیے

اسلامی تہذیب کی عوامی تشہیر:

عالمی سطح پر اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے کے لیے ثقافتی سفارت کاری کو فروغ دینا انتہائی ضروری ہے۔ ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر جوزف نائی کی تحقیق کے مطابق، "ثقافتی طاقت (soft power) کے ذریعے کسی بھی تہذیب کا پیغام مؤثر طریقے سے پہنچایا جاسکتا ہے۔"^{xlvi} اس سلسلے میں درج ذیل اقدامات مفید ثابت ہو سکتے ہیں:

- عالمی اسلامی ثقافتی میلے: جو مسلم تہذیب کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کریں
- اسلامی عجائب گھروں کا نیٹ ورک: جو اسلامی تاریخ اور سائنسی کارناموں کو دنیا کے سامنے پیش کرے
- بین المذاہب مکالمے کے پروگرام: جو اسلام کے حقیقی پیغام کو پہنچانے کا ذریعہ بنیں

جدید میڈیا کا مثبت استعمال:

عصر حاضر میں میڈیا کے ذریعے اسلامی تہذیب کی صحیح تصویر کشی ایک اہم ضرورت بن چکی ہے۔ برطانوی محقق زیا الدین سردار اپنی کتاب "Islamic Civilization: The Future" میں اس بات پر زور دیتے ہیں کہ "مسلم ممالک کو جدید میڈیا ٹیکنالوجیز کو اپناتے ہوئے اپنی تہذیبی روایات کو جدید انداز میں پیش کرنا چاہیے۔"^{xlvii} اس سلسلے میں:

- معیاری اسلامی ڈاکیومنٹریز کی تیاری: جو اسلامی تاریخ کے اہم واقعات کو جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے پیش کریں
- سوشل میڈیا مہمات: جو نوجوان نسل کو اسلامی اقدار سے روشناس کروائیں
- بین الاقوامی اسلامی چینلز کا قیام: جو عالمی سطح پر اسلام کا صحیح پیغام پہنچا سکیں

نوجوان نسل کی رہنمائی:

تعلیمی و ثقافتی اصلاحات کا سب سے اہم ہدف نوجوان نسل کو ہونا چاہیے۔ اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام (UNDP) کی 2023 کی رپورٹ کے

مطابق، "مسلم ممالک کی 60% سے زائد آبادی 30 سال سے کم عمر افراد پر مشتمل ہے"۔^{xlvi} اس صورت حال میں:

- اسلامی کیریئر گائیڈنس پروگرام: جو نوجوانوں کو اسلامی اقدار کے مطابق پیشہ ورانہ زندگی گزارنے کا طریقہ سکھائیں
- یوتھ ایسچینج پروگرام: جو مختلف مسلم ممالک کے نوجوانوں کے درمیان تبادلے کو فروغ دیں
- اسلامی اختراعاتی مقابلے: جو نوجوانوں کی تخلیقی صلاحیتوں کو اسلامی اقدار کے مطابق پروان چڑھائیں 85

حوالہ جات (Chicago Style, 17th Edition – Full Notes)

ہ۔ میڈیا اور ٹیکنالوجی کا مثبت استعمال

اسلاموفوبیا کے خلاف اجتماعی رد عمل:

عالمی سطح پر اسلاموفوبیا کے بڑھتے ہوئے رجحان کے مقابلے میں مسلم ممالک کا اجتماعی رد عمل نہ ہونے کے برابر ہے۔ یورپی یونین کی بنیادی حقوق ایجنسی کی 2023 کی رپورٹ کے مطابق، "یورپ میں اسلاموفوبک واقعات میں گزشتہ پانچ سالوں میں 63% تک اضافہ ہوا ہے"۔^{xlvi} اس تشویشناک صورتحال کے پیش نظر، معروف امریکی صحافی اور مصنف اسٹیون سالائٹ اپنی کتاب "Islamophobia in the West" میں واضح کرتے ہیں کہ "مسلم ممالک کی جانب سے اسلاموفوبیا کے خلاف منظم اور مربوط میڈیا حکمت عملی کا فقدان اس مسئلے کو مزید گمبھیر بنا رہا ہے"۔¹

اس سلسلے میں درج ذیل اقدامات نہایت ضروری ہیں:

- بین الاقوامی اسلامی میڈیا وائچ ڈاگ: جو اسلاموفوبیا کی تمام واقعات کو دستاویزی شکل دے
- قانونی چارہ جوئی کا مشترکہ نظام: جو اسلاموفوبیا کے شکار افراد کو قانونی مدد فراہم کرے
- عالمی سطح پر آگاہی مہمات: جو اسلام کے حقیقی پیغام کو عام کرنے میں مددگار ثابت ہوں

متحدہ اسلامی میڈیا پلیٹ فارمز کی ضرورت:

موجودہ دور میں جب کہ میڈیا طاقت کا سب سے اہم ذریعہ بن چکا ہے، مسلم ممالک کا اس میدان میں پیچھے رہ جانا ایک سنگین غلطی ہے۔ میساچوسٹس انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (MIT) کے میڈیا اسٹڈیز ڈیپارٹمنٹ کی 2023 کی تحقیق کے مطابق، "عالمی میڈیا پر مسلم ممالک کا کنٹرول محض 2.7% ہے، جبکہ مغربی میڈیا ادارے 78% مواد پر حاوی ہیں"۔^{li} اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے معروف ترکی میڈیا ماہر پروفیسر احمد داؤد اوغلو اپنی تحقیق میں تجویز پیش کرتے ہیں کہ "مسلم ممالک کو ایک مشترکہ میڈیا نیٹ ورک قائم کرنا چاہیے جو عالمی سطح پر اسلام کی صحیح تصویر پیش کر سکے"۔^{lii}

ایک موثر اسلامی میڈیا پلیٹ فارم کے قیام کے لیے درج ذیل اقدامات اہم ہیں:

- بین الاقوامی اسلامی نیوز نیٹ ورک: جو تمام بڑی عالمی زبانوں میں خبریں نشر کرے
- ڈیجیٹل میڈیا ہب کا قیام: جو نوجوانوں کو اسلامی مواد فراہم کرے
- اسلامی ڈاکیومنٹری پروڈکشن ہاؤس: جو معیاری اسلامی پروگرامز تیار کرے

سوشل میڈیا کا استعمال:

- نوجوان نسل تک پہنچنے کے لیے سوشل میڈیا کا موثر استعمال نہایت ضروری ہے۔ سٹینفورڈ یونیورسٹی کی 2023 کی تحقیق کے مطابق، "مسلم نوجوان اپنی 78% معلومات سوشل میڈیا کے ذریعے حاصل کرتے ہیں"۔^{liii} اس صورتحال میں:
- اسلامک کریٹرز نیٹ ورک: جو معروف اسلامی مواد تخلیق کرنے والوں کو متحد کرے
 - وائرل اسلامک کونٹینٹ مہمات: جو نوجوانوں کو اسلامی اقدار سے روشناس کروائیں
 - سوشل میڈیا لٹریسی پروگرام: جو مسلم نوجوانوں کو آن لائن اسلاموفوبیا سے نمٹنے کا طریقہ سکھائیں 93

جدید ٹیکنالوجی کا استعمال:

مصنوعی ذہانت (AI) اور ورچوئل رئیلٹی جیسی جدید ٹیکنالوجیز کو اسلامی مقاصد کے لیے استعمال کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ گارٹرن انسٹی ٹیوٹ کی 2023 کی پیش گوئی کے مطابق، "2027 تک AI کے ذریعے تیار کردہ 30% مواد تعلیمی مقاصد کے لیے استعمال ہوگا"۔^{liv} اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے:

- اسلامک AI چیٹ بوٹس: جو اسلامی سوالات کے جوابات دے سکیں
- ورچوئل حج اور عمرہ تجربہ: جو مسلمانوں کو مقدس مقامات سے جوڑے
- قرآن اپس کی ترقی: جو جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیمات کو عام کرے

4- نتیجہ (Conclusion)

موجودہ چیلنجز اور امکانات:

مسلم امہ کو درپیش چیلنجز کے باوجود، موجودہ دور وحدتِ اسلامی کے لیے نئے مواقع بھی فراہم کر رہا ہے۔ عالمگیریت اور ڈیجیٹل انقلاب نے مسلم ممالک کے درمیان رابطوں کو پہلے سے کہیں زیادہ آسان بنا دیا ہے۔ ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر جوزف نائی کی تحقیق کے مطابق، "نئی ٹیکنالوجیز نے ثقافتی طاقت (soft power) کے ذریعے تہذیبی اثر و رسوخ بڑھانے کے امکانات کو کئی گنا بڑھا دیا ہے"۔ 96 مسلم دنیا کے پاس اس وقت

ایک ارب سے زائد نوجوان آبادی، وسیع قدرتی وسائل اور ایک مشترکہ تہذیبی ورثہ موجود ہے جو وحدت کی بنیاد بن سکتے ہیں۔

فرد اور اجتماعیت کی سطح پر اصلاحات:

وحدتِ اسلامی کا خواب اس وقت تک شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا جب تک کہ فرد اور معاشرہ دونوں سطح پر اصلاحات نہ کی جائیں۔ معروف اسلامی مفکر ڈاکٹر یوسف القرضاوی اپنی کتاب "الصحوۃ الاسلامیۃ بین الجحود والتطرف" میں اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ "اجتماعی اصلاح کا آغاز فرد کی اصلاح سے ہوتا ہے"۔^{۱۷} اس سلسلے میں:

- فرد کی سطح پر: ہر مسلمان کو اپنی ذاتی زندگی میں اسلامی اقدار کو اپنانا ہو گا
 - معاشرتی سطح پر: مسلم معاشروں کو عدل، اخوت اور باہمی تعاون کے اصولوں پر استوار کرنا ہو گا
 - بین الاقوامی سطح پر: مسلم ممالک کو مشترکہ مفادات کے تحفظ کے لیے متحد ہونا ہو گا۔
- مستقبل کے لیے سفارشات:

نوجوان نسل کی رہنمائی:

- اسلامی یوتھ لیڈر شپ پروگرامز کا انعقاد
 - جدید تعلیم اور اسلامی اقدار کا امتزاج
 - ٹیکنالوجی کے میدان میں مسلم نوجوانوں کو آگے لانے کی حکمت عملی
- بین المسلم تعاون کو فروغ:

- مسلم ممالک کے درمیان آزاد تجارتی علاقوں کا قیام
- مشترکہ سائنسی تحقیقی مراکز کا اجراء
- ثقافتی تبادلوں کے پروگراموں کو وسعت دینا

موثر اسلامی میڈیا کا قیام:

- عالمی سطح پر اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والے میڈیا نیٹ ورکس
- سوشل میڈیا پر اسلامی مواد تخلیق کرنے والوں کی تربیت
- اسلاموفوبیا کے خلاف قانونی اور میڈیا سطح پر مربوط حکمت عملی

اختتامی الفاظ:

قرآن کریم کی سورۃ الانفال کی آیت (46) وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ (مسلمانوں کو باہمی

اختلافات سے بچنے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے کا حکم دیتی ہے۔ 102 یہی وہ بنیادی پیغام ہے جو موجودہ دور میں مسلم امہ کی کامیابی کی کلید ثابت ہو سکتا ہے۔ اگرچہ چیلنجز بڑے ہیں، لیکن مسلم دنیا کے پاس اپنی عظیم تاریخ، وسیع وسائل اور نوجوان آبادی کی صورت میں وہ تمام تر اثاثے موجود ہیں جو اسے دوبارہ عالمی سطح پر ایک مثبت قوت کے طور پر ابھرنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ ضرورت صرف اخلاص، حکمت عملی اور مستقل مزاجی سے کام لینے کی ہے۔

حواشی و حوالہ جات

- ⁱ محمد اقبال، تشکیل جدید الہیات اسلامیہ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2010)، 78-82.
- ⁱⁱ کیرولائن فینکل، عثمانز ڈریم: دی اسٹوری آف دی اٹامن ایمپائر (لندن: جان مرے، 2005)، 112-115.
- Caroline Finkel, *Osman's Dream: The Story of the Ottoman Empire* (London: John Murray, 2005), 112-115.
- ⁱⁱⁱ محمد عمارہ، الامۃ الاسلامیہ والوحدۃ الوطنیۃ (قاہرہ: دار الشروق، 2018)، 34.
- ^{iv} علی عبدالرزاق، الاسلام واصول الحكم (قاہرہ: دار المصر، 2015)، 112-115.
- ^v سیمونل پی ہنٹنگٹن، "دی کلش آف سویلانزیشنز اینڈ دی ریمیکنگ آف ورلڈ آرڈر" (نیویارک: سائمن اینڈ شوستر، 1996)، ص ۷۸-۸۲.
- Samuel P. Huntington, *The Clash of Civilizations and the Remaking of World Order* (New York: Simon & Schuster, 1996), 78-82.
- ^{vi} طارق رمضان، "اسلام اینڈ دی عرب اوپیکننگ" (نیویارک: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ۲۰۱۲)، ص ۴۵-۴۷.
- Tariq Ramadan, *Islam and the Arab Awakening* (New York: Oxford University Press, 2012), 45-47.
- ^{vii} "ایکونامک ان ایکویٹی ان دی مسلم ورلڈ"، ورلڈ بینک رپورٹ (۲۰۲۲)،
- <https://www.worldbank.org/en/topic/poverty/publication/economic-inequality-in-muslim-world>
- "Economic Inequality in the Muslim World," World Bank Report(2022); <https://www.worldbank.org/en/topic/poverty/publication/economic-inequality-in-muslim-world>
- ^{viii} "میڈیا پورٹریل آف اسلام ان ویسٹرن کنٹریز"، ایم آئی ٹی سینٹر فار انٹرنیشنل اسٹڈیز (2021).
- "Media Portrayal of Islam in Western Countries," MIT Center for International Studies (2021), accessed June 20, 2024, <https://cis.mit.edu/research/media-islam>.
- ^{ix} ابن خلدون، مقدمۃ ابن خلدون، ترجمہ فرانز روزنتھل (پرنسٹن: پرنسٹن یونیورسٹی پریس، 2005)، 156-158.
- ^x تومی پیئر، دی سعودی-ایرینی کولڈ وار (لندن: آئی بی ٹورس، 2019)، 78-82.
- Tommy Pierre, *The Saudi-Iranian Cold War* (London: I.B. Tauris, 2019), 78-82.
- ^{xi} کریسچن کوٹس اولرکسن، قطر اینڈ دی گلف کریسس (لندن: ہرسٹ پبلشرز، 2020)، 56-60.
- Kristian Coates Ulrichsen, *Qatar and the Gulf Crisis* (London: Hurst Publishers, 2020), 56-60.
- ^{xii} ڈیوڈ فرامکن، اے پیس ٹو اینڈ آل پیس: دی فال آف دی اٹومن ایمپائر (نیویارک: ہولٹ، 1989)، 201-205.
- David Fromkin, *A Peace to End All Peace: The Fall of the Ottoman Empire* (New York: ^{xiii} یو ایس فورن ایڈ ٹو ایجیٹ، کانگریشنل ریسرچ سروس (2022)، رسائی تاریخ 25 جون 2023،
- <https://crsreports.congress.gov>
- "U.S. Foreign Aid to Egypt," Congressional Research Service (2022), accessed June 25, 2023, <https://crsreports.congress.gov>.
- ^{xiv} فضل الرحمان، اسلام اینڈ مائڈرنٹی (شکاگو: یونیورسٹی آف شکاگو پریس، 1982)، 56-60.
- Fazlur Rahman, *Islam and Modernity* (Chicago: University of Chicago Press, 1982), 56-60.
- ^{xv} طہ جابر العلوانی، "وحدت امت اسلامیہ" (قاہرہ: دار السلام، 2008)، 45-47.
- ^{xvi} فضل الرحمان، اسلام اینڈ مائڈرنٹی (شکاگو: یونیورسٹی آف شکاگو پریس، 1982)، 56-60.
- Fazlur Rahman, *Islam and Modernity* (Chicago: University of Chicago Press, 1982), 56-60.
- ^{xvii} طہ جابر العلوانی، "وحدت امت اسلامیہ" (قاہرہ: دار السلام، 2008)، 45-47.
- ^{xviii} رچرڈ ایم ایٹن، دی صوفیز آف بیجاپور (پرنسٹن: پرنسٹن یونیورسٹی پریس، 1978)، 78-82.
- Richard M. Eaton, *The Sufis of Bijapur* (Princeton: Princeton University Press, 1978) 78-82

- ^{xxix} گرام ای فلر، اے ورلڈ وڈاؤٹ اسلام (نیویارک: لٹل، براؤن، 2010)، 112-115.
- Graham E. Fuller, *A World Without Islam* (New York: Little, Brown, 2010), 115-112.
- ^{xxx} پرویز بودبھائی، اسلام اینڈ سائنس: ریلیجیوس آرٹھوڈوکسی اینڈ دی بیٹل فار ریشنلٹی (لندن: زیڈ بکس، 1991)، 34-37.
- Pervez Hoodbhoy, *Islam and Science: Religious Orthodoxy and the Battle for Rationality* (London: Zed Books, 1991), 37-34.
- ^{xxxi} "اسلامک اکنامک آؤٹ لک 2023"، اسلامی ترقیاتی بینک رپورٹ (جدة: 2023)، 12-15.
- "Islamic Economic Outlook 2023," Islamic Development Bank Report (Jeddah: 2023), 12-15.
- ^{xxxii} "انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ ان او آئی سی کنٹریز"، سسرک ٹیکنیکل رپورٹ (2022)، 34-37.
- "Infrastructure Development in OIC Countries," SESRIC Technical Report (2022), 34-37.
- ^{xxxiii} مراد چیزاچا، اسلامک کیپیٹلزم اینڈ فنانس (چیلٹنہم: ایڈورڈ ایلگار، 2011)، 89-93.
- Murat Çizakça, *Islamic Capitalism and Finance* (Cheltenham: Edward Elgar, 2011), 89-93.
- ^{xxxiv} محمود الجمل، اسلامک فنانس: لا، اکنامکس، اینڈ پریکٹس (کیمبرج: کیمبرج یونیورسٹی پریس، 2006)، 112-115.
- Mahmoud El-Gamal, *Islamic Finance: Law, Economics, and Practice* (Cambridge: Cambridge University Press, 2006), 112-115.
- ^{xxxv} اکبر ایس احمد، جرنی انٹو اسلام: دی کریسیس آف گلوبلائزیشن (واشنگٹن ڈی سی: بروکنگز انسٹی ٹیوشن پریس، 2007)، 123-127.
- Akbar S. Ahmed, *Journey into Islam: The Crisis of Globalization* (Washington, D.C.: Brookings Institution Press, 2007), 123-127.
- ^{xxxvi} طارق رمضان، ویسٹرن مسلمز اینڈ دی فیوچر آف اسلام (نیویارک: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 2004)، 89-92.
- Tariq Ramadan, *Western Muslims and the Future of Islam* (New York: Oxford University Press, 2004), 89-92.
- ^{xxxvii} "میڈیا پورٹریل آف اسلام ان ویسٹرن کنٹریز"، ایم آئی ٹی سینٹر فار انٹرنیشنل اسٹڈیز (2021)، رسائی تاریخ 20 جون 2023، <https://cis.mit.edu/research/media-islam>
- "Media Portrayal of Islam in Western Countries," MIT Center for International Studies (2021), accessed June 20, 2023, <https://cis.mit.edu/research/media-islam>.
- ^{xxxviii} ایڈورڈ سعید، اورینٹلزم (نیویارک: پنٹھین بکس، 1978)، 201-205.
- Edward Said, *Orientalism* (New York: Pantheon Books, 1978), 201-205.
- ^{xxxix} "اسلاموفوبیا ان دی یورپین یونین"، ای یو فنڈامینٹل رائٹس ایجنسی (2022)، 34-37.
- "Islamophobia in the European Union," EU Fundamental Rights Agency (2022), 34-37.
- ^{xxxx} "سوشل میڈیا اینڈ سیکٹیرین ڈیوائیڈ ان مسلم ورلڈ"، سٹینفورڈ ڈیجیٹل پروجیکٹ (2023)، 12-15.
- "Social Media and Sectarian Divide in Muslim World," Stanford Digital Project (2023), 12-15.
- ^{xxxi} ایف گریگوری گاوس سوم، انٹرنیشنل ریلیشنز آف دی مڈل ایسٹ (نیویارک: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 2020)، 89-93.
- F. Gregory Gause III, *International Relations of the Middle East* (New York: Oxford University Press, 2020), 89-93.
- ^{xxxii} یوسف القرضاوی، الصحوۃ الاسلامیۃ بین الجود والتطرف (قاہرہ: دار الشروق، 2005)، 78-82.
- ^{xxxiii} "ریفارمنگ دی او آئی سی: چیلنجز اینڈ آپورٹونٹیز"، بروکنگز انسٹی ٹیوشن رپورٹ (2023)، 12-15.
- "Reforming the OIC: Challenges and Opportunities," Brookings Institution Report (2023), 12-15.
- ^{xxxiv} "انٹرا او آئی سی ٹریڈ سٹیٹسٹکس"، اسلامی ترقیاتی بینک سالانہ رپورٹ (2023)، 45-48.
- "Intra-OIC Trade Statistics," Islamic Development Bank Annual Report (2023), 45-48.
- ^{xxxv} سٹیفن ایم والٹ، دی اسرائیل لابی اینڈ یو ایس فارن پالیسی (نیویارک: فرار، سٹراس اینڈ گیرو، 2007)، 78-82.
- Stephen M. Walt, *The Israel Lobby and U.S. Foreign Policy* (New York: Farrar, Straus and Giroux, 2007), 78-82.
- ^{xxxvi} طہ جابر العلوانی، "آداب الاختلاف فی الاسلام" (قاہرہ: دار السلام، 2007)، 56-60.
- ^{xxxvii} فضل الرحمن، ریوائیل اینڈ ریفارم ان اسلام (آکسفورڈ: ون ورلڈ پبلیکیشنز، 1999)، 112-115.
- Fazlur Rahman, *Revival and Reform in Islam* (Oxford: Oneworld Publications, 1999), 112-115.
- ^{xxxviii} علی اصغر علی انجینئر، دی اسلامک اسٹیٹ (نئی دہلی: وکاس پبلشنگ ہاؤس، 1994)، 78-82.
- Ali Asghar Ali Engineer, *The Islamic State* (New Delhi: Vikas Publishing House, 1994), 78-82.
- ^{xxxix} "گلوبل اسلامک فنانس رپورٹ 2023"، اسلامی ترقیاتی بینک (جدة: 2023)، 23-25.
- "Global Islamic Finance Report 2023," Islamic Development Bank (Jeddah: 2023), 23-25.
- ^{xl} محمد عمر چاہرا، اسلام اینڈ دی اکنامک چیلنج (لیسٹر: اسلامک فاؤنڈیشن، 1992)، 112-115.

Muhammad Umer Chapra, *Islam and the Economic Challenge* (Leicester: Islamic Foundation, 1992), 112-115.

- ^{li} "زکوٰۃ پوٹینشل ان او آئی سی کنٹریز"، آئی آر ٹی آئی ریسرچ پیپر (2022)، 34-37.
- "Zakat Potential in OIC Countries," IRTI Research Paper (2022), 34-37.
- ^{liii} منذر کحف، زکوٰۃ مینجمنٹ ان ماڈرن مسلم سوسائٹی (جدہ: آئی آر ٹی آئی، 2018)، 45-50.
- Monzer Kahf, *Zakat Management in Modern Muslim Society* (Jeddah: IRTI, 2018), 45-50.
- ^{liiii} مراد چیز اکچا، اسلامک کیپیٹلزم اینڈ فنانس (چیلٹنہم: ایڈورڈ ایلگار، 2011)، 89-93.
- Murat Çizakça, *Islamic Capitalism and Finance* (Cheltenham: Edward Elgar, 2011), 89-93.
- ^{liiv} "ایجوکیشن ان مسلم ورلڈ: چیلنجز اینڈ ریفارمز"، آئی ایس ای ایس سی او رپورٹ (2022)، 12-15.
- "Education in Muslim World: Challenges and Reforms," ISESCO Report (2022), 12-15.
- ^{liv} طارق رمضان، اسلامک ایجوکیشن: ری نیول اینڈ ریفارمز (آکسفورڈ: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 2017)، 56-60.
- Tariq Ramadan, *Islamic Education: Renewal and Reform* (Oxford: Oxford University Press, 2017), 56-60.
- ^{livi} جوزف ایس نائے، سافٹ پاور: دی مینز ٹو سکیس ان ورلڈ پولیٹکس (نیویارک: پبلک افیئرز، 2004)، 78-82.
- Joseph S. Nye, *Soft Power: The Means to Success in World Politics* (New York: PublicAffairs, 2004), 78-82.
- ^{liii} ضیاء الدین سردار، اسلامک سویلائزیشن: دی فیوچر (لندن: سی ہرسٹ اینڈ کمپنی، 2019)، 112-115.
- Ziauddin Sardar, *Islamic Civilization: The Future* (London: C. Hurst & Co., 2019), 112-115.
- ^{lviii} یو این ڈی پی ہیومن ڈویلپمنٹ رپورٹ (2023)، 23-25.
- "Youth in Muslim World," UNDP Human Development Report (2023), 23-25.
- ^{lix} "اسلاموفوبیا ان یورپ: ٹرینڈز اینڈ چیلنجز"، ای یو فنڈامینٹل رائٹس ایجنسی (2023)، 23-25.
- "Islamophobia in Europe: Trends and Challenges," EU Fundamental Rights Agency (2023), 23-25.
- ^l سٹیون سالائٹا، اسلاموفوبیا ان دی ویسٹ (لندن: روتلیج، 2022)، 56-60.
- Steven Salaita, *Islamophobia in the West* (London: Routledge, 2022), 56-60.
- ^{li} "گلوبل میڈیا لینڈسکیپ 2023"، ایم آئی ٹی میڈیا لیب رپورٹ (2023)، 12-15.
- "Global Media Landscape 2023," MIT Media Lab Report (2023), 12-15.
- ^{lii} احمد داؤد او غلو، الٹرنیٹیو پیراڈائمز فار گلوبل میڈیا (استنبول: سیٹا پبلیکیشنز، 2022)، 78-82.
- Ahmet Davutoğlu, *Alternative Paradigms for Global Media* (Istanbul: SETA Publications, 2022), 78-82.
- ^{liiii} "سوشل میڈیا یوسیج امونگ مسلم یوتھ"، سٹینفورڈ ڈیجیٹل رپورٹ (2023)، 45-48.
- "Social Media Usage Among Muslim Youth," Stanford Digital Report (2023), 45-48.
- ^{liiv} "آئی ای ان ایجوکیشن: فیوچر ٹرینڈز"، گارٹنر ریسرچ (2023)، رسائی تاریخ 22 جولائی 2023.
- "AI in Education: Future Trends," Gartner Research (2023), accessed July 22, 2023, <https://www.gartner.com>.
- ^{lv} یوسف القرضاوی، الصحوة الإسلامية بين الجحود والتطرف (قاهرہ: دار الشروق، 2005)، 78-82.